۴۸۶

اصلیت متعہ

از قلم

جناب خواجہ غلام محمود صاحب بی اے وکیل بنارس

حسب فرمائش

خان بہادر سید مظفر علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر

برائے

دار الاشاعت ہلور ضلع بستی

ممتاز پریس مظفر نگر میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مسئلہ متعہ کی جانچ کرنے کے لئے ہم صرف اہل اسلام ہی کو نہیں بلکہ تمام دنیا کے ہر اس شخص کو مخاطب کرتے ہیں جو حواس خمسہ سے مسلح چست و درست ہے اور جو دیوانا نہ ہونے کا ڈاکٹری سارٹیفکٹ حاصل کر سکتا ہے۔

متعہ کے مسئلہ پر غور کرتے وقت اپنے دماغ سے یہ امر نکال دو کہ چونکہ شیعہ کسی فعل کو جائز قرار دیتے ہیں لہذا وہ ناجائز اور حرام ہے۔ شیعوں کے حلال و حرام سے قطع نظر کر کے اگر غیر مسلم ہو تو یہ غور کرو کہ آیا قانون متعہ قانون عقلی کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور مسلمان ہو تو قانون عقلی کی تصدیق کے لئے یہ بھی دیکھو کہ احکام خدا و رسول کے موافق ہے یا مخالف اور کسی خاص زمانہ کے لئے تھا یا ہر زمانہ کے لئے اور کسی خاص صورت میں جائز ہے یا ناجائز ہے۔ یا عام حالت میں محض اعتراض کی غرض سے اعتراض کرو۔ غور اور عقل سلیم سے کام لو۔ اگر مطابق عقل اور شرع ہو مان لو اور اگر اس کے خلاف ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ متعہ کرنیوالوں کو بدکار کہنے کے لئے تیار ہیں۔

متعہ کا مسئلہ اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک نکاح اور اس کی ضرورت اور اصلیت سمجھ میں نہ آجائے۔ لیکن نکاح کا مسئلہ بجائے خود ایک علیحدہ اور طویل مضمون کا محتاج ہے۔ مگر چونکہ متعہ پر بحث کرنے والے کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ اسپر گہری نظر ڈالے۔ لہذا میں کوشش کروں گا کہ متعہ اور اس کی متفرق راہوں اور صورتوں پر ہلکی روشنی ڈالتا ہوا اپنے نفس مضمون پر پہونچ جاؤں۔

تواریخ پارینہ کی ورق گردانی کرنیوالے جانتے ہیں کہ زمانہ ابتدائی میں لوگ وحشی حیوانات کی طرح مطلق العنان تھے۔ ان لوگوں میں نکاح کا رواج نہ تھا اور نہ یہ لوگ کسی قانون معاشرت کے پابند تھے۔ ہر مرد ہر عورت کے لئے جائز اور ہر عورت ہر مرد کے لئے مباح تھی۔ جیسے جیسے طرح زمانہ نے ترقی کی یہ حیوانیت کم ہوتی گئی۔ اور بالآخر "ہمارا" اور "تمہارا"، والا فطرتی قانون جسپر حیوانیت غالب آگئی تھی مناسب اتفاقات اور عقلی ترقیوں کے باعث خود بخود ظاہر ہونے لگا۔ یہ وحشی مطلق العنانی کی زنجیریں کچھ ڈھیلی ہوئیں۔ کچھ دنوں بعد جماعت اور قبائل کی منتظم صورتیں دکھائی دینے لگیں اور ان روز روز کی خانہ جنگیوں میں جو مطلق العنانی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں فی الجملہ کمی محسوس ہونے لگی تاہم مہابھارت کے زمانہ تک یہ دستور جاری تھا کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مرد کی آٹھ دس بی بیاں اور ایک ہی عورت کے ایک ہی وقت میں آٹھ دس شوہر ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ پانچوں پانڈوں کے حالات سے بخوبی ظاہر ہے۔ چونکہ یہ ترقی بھی سوسائٹی کو امن وامان کے ساتھ قایم رکھنے کے لئے کافی ثابت نہ ہوئی لازم ہوا کہ یہ خانہ جنگیاں اس طور پر دور کر دی جائیں کہ ایک مرد کے لئے ایک خاص عورت اور ایک خاص عورت کے لئے ایک خاص مرد تجویز کر کے مخصوص کر دیا جائے

اور اس طور پر وہ بد مزگیاں جو قوت حیوانی کے باعث سوسائٹی کو درہم و برہم کرنے
والی ہیں دور ہو جائیں اور ہر شخص بلاشرکت غیرے و بے مداخلت احدے اپنی ملکیت
اپر مالکانہ قابض و دخیل و متصرف رہے۔

خدا ہو یا نیچر اس کا سکھایا ہوا یہی آخر الذکر قانون تھا جس نے مرد اور عورت میں
خصوصیت پیدا کر دی۔ انبیا یا ہادیان گذشتہ اس قانون معاشرت کے مرتب کرنے
اور اسپر عملدرآمد کرانے کے لئے پیدا ہوئے (یا اہل کتاب کی زبانوں میں) بھیجے گئے توریت
انجیل اور خصوصاً تعلیم حواریان حضرت عیسیٰ قانون معاشرت سے مملو ہیں۔ خدا کے
اس پاک کلام نے جو ہم لوگوں تک حضرت ختمی مرتبت نے پہونچایا قانون معاشرت
کی تمام گتھیوں کو بطریق اکمل سلجھا دیا اور لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ (زمین پر
فساد مت کرو) فرما کر ایک حتمی اعلان کر دیا۔ میرا یہ لکھنا محض دعوی ہی دعوی نہیں ہے
بلکہ انشاء اللہ ذیل میں دلیل بھی عرض کروں گا۔ بہر حال ہر نبی نے اپنے اپنے زمانہ میں
اپنی اپنی قوم کی قوت ضرورت اور آب و ہوا کو مد نظر رکھ کر اصول ایک سے لیکن
فروعاً مختلف احکام شائع اور نافذ فرمائے۔ ان حضرات کے احکام سے ظاہر ہوتا ہے
کہ نکاح وہ شرعی اور تمدنی معاہدہ ہے جو سلسلہ معاشرت کو کچھ ایسی حدبندیوں
کے ساتھ قایم اور جاری رکھتا ہے جس سے سلسلہ نسل امن و امان کے ساتھ قایم و برقرار
رہتا ہے اور اس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ قوت شہویہ مطلق العنانی سے باز رہے۔ اور خلق
خدا اپنی زندگانی امن و آسایش سے بسر کرے۔

ڈوب کر غور کرنے والا تو کہدے گا کہ نکاح اور حرامکاری میں کچھ بھی فرق نہیں ہے
اس لئے کہ ماحصل دونوں کا ایک ہی ہے اور صرف ایک شخص کا دوسرے کو مخصوص کر لینا

نفسِ معاملہ میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا۔ لیکن سمجھدار ان دونوں میں بہت فرق سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہی فرق دنیا کی مہذب سوسائٹی کے پیدا کرنے اور اس کے آیندہ قایم رکھنے کا باعث ہوا ہے۔ دیکھو شادی کرنے والے اگر برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتے تو سوسائٹی میں مخدوش سمجھے جاتے ہیں اور اگر برداشت کرنے کی قوت رکھتے ہیں تو وہ قطع نسل کے باعث ہو کر قانون فطرت کے مجرم قرار پاتے ہیں۔ عقلا ان کو بے حمیت بزدل اور خود غرض جانتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسے لوگ سوسائٹی کے رنج و راحت میں دوسروں کے شریک نہ ہو کر اس کی اصلی اغراض کو فوت کر دیتے ہیں اپنی راحت میں دوسروں کو شریک نہیں کرتے اور بڑھتی ہوئی گرانباریوں سے مرعوب ہو کر اپنے تنہا رنج و راحت پر قناعت کر بیٹھتے ہیں۔

گو میں جانتا ہوں کہ نکاح اور حرام کاری کے فرق کو دنیا مانے ہوئے بیٹھی ہے اور موجودہ زمانہ کا ہر مذہب نکاح کی ضرورتوں کو تسلیم کئے ہوئے ہے۔ تاہم میری مندرجہ بالا تحریر تحصیل حاصل نہیں ہے اس لئے کہ میرے مخاطب وہ بھی ہیں جو قانون معاشرت کو قانون عقلی نہیں سمجھتے ہیں اور زنا کے مرتکب ہو کر اپنے کو خدا کا کیا قوم کا بھی گنہگار نہیں جانتے۔ شادی نہ کرنے والے یا قانون معاشرت کے پابند نہ ہو کر زنا کرنے والے غور کریں کہ اگر خدا کی خدائی انہیں لوگوں کے ایسی ہو جائے تو آیا قطع نسل کے باعث دنیا ایک صدی سے زیادہ قایم رہ سکتی ہے۔ یا سوسائٹی کا بدچلنیوں اور فساد کے باعث ایک ہفتہ سے زیادہ قیام ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک اگر ان کے حواس خمسہ درست ہیں تو وہ اس کا جواب نفی میں دینگے۔

یہاں تک عرض کر کے میں اب ضرورت نکاح کو چھوڑے دیتا ہوں اور نکاح کے

فروعات پر ایک مختصر مگر گہری نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔ اسی مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہر شخص کے لئے نکاح کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ جواب یہ ہے کہ نہیں صرف وہی شخص نکاح کر سکتا ہے جس میں قابلیت موجود ہو۔ ناقابل شخص کے لئے ایک نکاح بھی عقلاً حرام ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا مرد یا عورت ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اس سوال کے جواب دینے سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا ہوگا کہ نکاح کا عام اصول کیا ہے جب ہم اس عام اصول کو سمجھ لینگے تو اس سوال کے جواب دینے میں آسانی ہوگی۔ تجربہ انسانی شاہد ہے کہ عام حالتوں میں اور عام طور پر ایک مرد کی حیوانیت دفع کرنے کے لئے ایک ہی وقت میں ایک اور صرف ایک عورت کافی ہے ہر اہل مذہب جو اپنے کو اہل کتاب کہتا ہے اسی پر عامل ہے کیونکہ ان کے ہادیوں نے صرف ایک نکاح کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ہمارے ہادی جناب سرور کائنات نے بھی ایک وقت میں صرف ایک نکاح جائز قرار دیا ہے۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ آنحضرت نے ہر حالت و صورت میں ایک ہی وقت میں چار شادیاں تک کرنے کی اجازت دی ہے تو وہ مذہب اسلام سے ناواقف ہے اور رسول عربی پر تہمت لگاتا ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا۔

عام اصول تو معلوم ہوا کہ ایک ہی وقت میں مرد کے لئے صرف ایک نکاح جائز ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرد کا ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کرنا بھی کسی حالت میں جایز ہے یا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مذہب و ملت نے خاص خاص صورتوں میں اسے جایز قرار دیا ہے مثلاً کسی شخص کی زوجہ مفلوج یا مجنون ہو گئی۔ یا کسی دوامی اور متعدی مرض میں مبتلا ہے تو ایسے مرد کے لئے توریت۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن۔ شاستر اور خود قانون فطرت کی رو سے کیا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ کیا یہ مرد

اپنی پیاری بی بی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرے اور اس طرح نان شبینہ کے لیئے اسے محتاج کر دے اور اسے حق زوجیت کے پانے سے محروم کر دے۔ یا اسے یہ لازم ہوگا کہ زوجہ اولی کو اپنی جگہ پر قایم رہنے دے اور اپنی ضرورتوں کے رفع کرنے کے لیئے دوسرا عقد کرے۔ ہر ملت اور مذہب نے اسی آخرالذکر صورت کو جائز قرار دیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اگر اس کی حیوانیت دفع کرنے کے لیئے دوسرا عقد جائز نہ قرار دیا جائے گا تو یہ نام کا بیاہا کنوارے سے کم محذوش نہ ثابت ہوگا۔ لہذا یہ دعویٰ کہ دوسرا عقد مرد کے لیئے ہر حالت میں ناجائز ہے غلط اور خلاف عقل ٹہیرا۔ معلوم ہوا کہ ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی وقت میں مرد ایک سے زیادہ نکاح کر سکتا ہے اور عقلاً وہ جائز ہے۔

اب اس امر کے سمجھنے کے لیئے کہ ہادی عرب نے نکاح اور اس کے فروعات کے متعلق کیا فرمایا ہے وہ کہانتک موافق عقل ہے۔ ہم کو پہلے عرب اور اہل عرب کو سمجھنا ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر صوبہ کا قانون وہاں کی ضرورتوں کو مدنظر رکھہ کر مرتب کیا جاتا ہے۔ ممالک متحدہ آگرہ کے قانون لگان کو بنگال کا قانون لگان سمجھنا سخت غلطی ہے اور پھر یہ اعتراض کرنا کہ دونوں صوبوں کا قانون ایک ہی کیوں نہیں ہے۔ صوبہ اور صوبہ کی ضرورتوں سے ناواقفیت ظاہر کرتا ہے۔ لیکن ضابطہ دیوانی اور تعزیرات ہند عام ہندوستان کے لیئے ایک ہی ہے اس لیئے کہ یہ قانون تمام ہندوستان کی ضرورتوں کو مدنظر رکھہ کر مرتب کیئے گئے ہیں۔ چونکہ حضرت ختمی مرتبت کو تمام دنیا کے لیئے قانون معاشرت مرتب کرنا تھا اس لیئے ان پر لازم تھا کہ وہ ایسے قوانین مرتب کریں جو ہر ملک اور ہر آدمی کے لیئے یکساں مفید ہوں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سرد، گرم اور معتدل مقامات کے لیئے

قوانین معاشرت۔ وہاں کی غذا۔ نمو۔ اور آب وہوا کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ غرض
ایک عرب اور ممالک یورپ کی غذا۔ نمو اور آب وہوا میں زمین وآسمان کا فرق ہے
عرب کا باشندہ اگر ایک سال میں دو بار فصد لینے کی زحمت گوارا نہ کرے تو اس کے خون
کی طغیانی اسے تندرست رہنے نہ دیگی۔ ان میں سے اکثروں کا نشو ونما کچھ ایسا ہوتا ہے
کہ خود ملک عرب کی ایک عورت انکی خواہشات حیوانی کے دفع کرنے کے لیئے کافی نہیں
ہوتی۔ اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ اُن کی غذا اور اُن کے مُلک کی آب وہوا تمام دنیا
کی غذا اور آب وہوا سے جداگانہ ہے۔ تواریخ عرب کے سیر کرنے والے جانتے ہیں
کہ حضرت ختمی مرتبت کے مبعوث ہونے سے پہلے یہ جنگلی اور وحشی قوم اپنی قوت شہوانی کے
ہاتھوں کن کن خانہ جنگیوں اور خرابیوں میں مبتلا تھی۔ ایک نکاح والا اعتراض قانون
اس قوم کے حیوانی مادہ کو دفع کرنے میں اور اُن کی مہذب سوسائٹی بنانے کے لیئے
کافی ثابت نہ ہوا۔ عقلاً ضروری تھا کہ نکاح کے قانون میں کچھ ایسی مستثنیات بڑھائی
جائیں جو ملک عرب اور دیگر ایسے مقامات کے لوگوں اور کل ان اشخاص کے لیئے جو
اتفاقاً عرب والی قوتوں کے ساتھ پیدا ہو جائیں ان کی ضرورتوں کو رفع کرنے
والے ہوں اور یہ نکاح کا قانون ہر ایسے شخص کے لیئے مفید ہو جسکو ایسے اتفاقات
اور ایسی صورتوں کا سامنا ہو جس میں اسے ایک سے زیادہ عقد کرنے سے مفر نہ
ہو سکے۔

مجھے افسوس ہے کہ اکثروں نے اب تک یہ نہ سمجھا کہ عرب کے ہادی نے جو قوانین
نکاح مرتب فرمائے وہ کیا ہیں اور ان کا مطلب کیا ہے۔ تمام دنیا میں ایک عام
مگر غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں ایک ہی وقت میں چار بیبیاں

جائز ہیں۔ یہ جھوٹ اور سخت جھوٹ ہے۔ جس طرح ہر مذہب وملت نے ایک اور صرف ایک نکاح جائز قرار دیا ہے اسی طرح ہادی عرب نے بھی صرف ایک نکاح جائز فرمایا ہے جس طرح اور مذاہب نے تعداد ازدواج کو خاص خاص صورتوں میں جائز جانا ہے اسی طرح ہادی عرب نے بھی خاص حالتوں میں اس کی اجازت دی ہے۔ البتہ عرب و دیگر مقامات کی ضرورتوں کو محسوس کر کے مستثنیات میں اضافہ فرمایا ہے جو عقلاً ضروری تھا۔ اگر تمہیں ہادی عرب کے قوانین نکاح کو سمجھنا ہے تو ان آیات قرآنی اور ان احادیث نبوی کو اٹھا لو جو قانون نکاح پر روشنی ڈالتی ہیں اور غور سے پڑھو۔ تم دیکھو گے کہ حضرت ختمی مرتبت نے اس شخص کو ایک نکاح کرنے سے بھی منع فرمایا ہے جس میں ایک نکاح کرنے کی بھی قابلیت نہیں ہے۔ تعداد نکاح میں صرف ایک نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔ مگر چونکہ ہادی عالم اور خاتم المرسلین کا لقب اس کا مقتضی تھا کہ ہر مقام کی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر قانون معاشرت مرتب کیا جائے اس لئے حضرت ممدوح نے خاص خاص صورتوں اور خاص خاص حالتوں میں تعداد ازواج کو جائز قرار دیا۔ احکام الٰہی اور احادیث نبوی سے ظاہر ہے کہ وہ شخص جس میں ایک بھی نکاح کرنے کی قابلیت نہیں ہے اس کے لئے ایک نکاح بھی حرام مطلق ہے۔ مگر وہ شخص جس میں ایک نکاح کرنے کی قابلیت موجود ہے اور وہ نکاح نہیں کرتا بلکہ حرامکاری کرتا ہے وہ قابل تعذیر اور جہنمی ہے اور اگر وہ حرامکاری نہیں کرتا اور برداشت کرتا ہے تو قطع نسل کا باعث ہو کر قانون قدرت اور مذہب کا مجرم ٹھیرتا ہے اور جائز طریقوں کو چھوڑ کر فطری قوتوں کے ناجائز مصرف سے اخلاقی اور معاشرتی فساد اور کمزوری پیدا کرنیکا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو ایک سے زیادہ نکاح

کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اس کے لئے ایک سے زیادہ نکاح حرام ہے۔ مگر وہ شخص جو ایک سے نکاح کرنے کی قابلیت رکھتا ہے لیکن اس میں تحمل کی قوت بھی موجود ہے تو ایسے شخص کے لئے بھی ایک سے زیادہ نکاح ممنوع ہے اس لئے کہ مرد عورتوں کے درمیان انصاف قایم رکھکر زندگی کو آرام کے ساتھہ بسر کرنا اگر محال نہیں تو قریب قریب ناممکن ہے۔ لیکن وہ شخص جسمیں قابلیت موجود ہے مگر برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا وہ اپنی قابلیت کے مطابق ایک ہی وقت میں دو تین چار تک جس سے زیادہ قابلیت نہیں ہوتی نکاح کرسکتا ہے۔ مگر اس کو لازم ہے کہ ان عورتوں کے درمیان انصاف اپنے اعلی اور وسیع معنوں میں قایم رکھے گو خدا کو علم ہے کہ یہ انصاف قایم رکھنا آسان نہیں ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس مضمون میں مجھپر طوالت کا الزام نہ لگایا جائیگا کیونکہ نکاح کے متعلق اب اس سے بھی زیادہ مختصر لکھنا جسقدر کہ میں لکھہ گیا میرے امکان سے باہر لیکن نکاح کا مضمون اس وقت تک نہیں چھوڑا جا سکتا جب تک کہ میں اسمقام پر اس اعتراض کا بھی جواب نہ دے لوں کہ غریب عورتوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کو ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کرنیوالے قانون سے مستفید ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے درانحالیکہ اُن کی قوت مرد کی قوت سے زیادہ ہے۔ اعتراض بجائے خود مزیدار اور نازک ہے اور تعداد ازدواج کی طرح یہ بھی ایک بڑے مضمون کی ضرورت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ مجھکو "متعہ" پر مضمون لکھنا ہے مجبور ہوں کہ اس مسئلہ کو بھی چند سطروں میں اڑا جھلنکو اور جواب میں معقول لیکن مجمل اشارہ کرتا ہوا اپنے نفس مضمون پر آجاؤں۔

اس اعتراض کا موٹا۔ ٹھوس۔ پر معنی۔ آسان۔ بہترین اور عام فہم
جواب تو اس سے بہتر نہیں ہو سکتا جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ایک قابل شاگرد مولانا علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے برجستہ دے دیا ہے۔
اور وہ یہ ہے کہ اگر عورتوں کو ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی
اجازت دی جائے تو سوسائٹی کا شیرازہ بکھر جائیگا اور نہ معلوم ہو سکے گا کہ زید
فی الحقیقت کس کا بیٹا ہے اور ہندہ فی الحقیقت کس مرد کی لڑکی ہے۔ اس لاعلمی سے
نہ صرف تقسیم ترکہ محال ہو جاتی ہے بلکہ تمام جہان کی وہ خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں
جن کی وجہ سے سوسائٹی قایم نہیں رہ سکتی اور اس طرح نکاح کا اصلی مقصد فوت
ہو جاتا ہے۔

اس قابلانہ جواب کے علاوہ معترض کا یہ کہنا کہ عورتیں مردوں سے زیادہ
قوت رکھتی ہیں بجائے خود محتاج دلیل ہے۔ علم "سایکالوجی" کا جاننے والا جانتا ہے
کہ خداوند عالم خواہ نیچر نے مردوں اور عورتوں کی قوتوں میں بھی زمین و آسمان کا
فرق رکھا ہے عورتوں کی قوت وہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ مان لی جائے تاہم وہ [illegible]
یعنی "متعدی" ہے لیکن خالق مطلق نے مردوں کی قوت کو [illegible] یعنی "لازمی"
خلق فرمایا ہے۔ میں نے اپنے نزدیک تو سمجھداروں کے سمجھنے کے لیئے۔ بہت کچھ کہدیا
لیکن بخیال عوام یوں بھی عرض کیئے دیتا ہوں کہ فطرتاً مرد خود ابھرتا ہے اور عورت
ابھارنے سے برافروختہ ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے عورتوں کو ضبط اور برداشت
کرنے کی بھی قوت مرد سے بدرجہا زیادہ عطا کی گئی ہے اور اس امر میں اس کا شرمیلا پن
مددگار ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت نہ ملنے سے عورتوں کی

تکلیف بہت ہی کم ہے۔ مثال کے لئے وہی پارینہ خانہ جنگیاں جن کو میں ابتدا میں
بیان کر آیا ہوں کافی ہیں۔

نکاح کی بابتہ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا۔ اس کی مزید بحث اور جواز کے لیے
دیکھو تمدن عرب مترجمہ فخر قوم سید حسن صاحب بلگرامی۔ میں دکھا چکا ہوں کہ ایسی
ہی صورتیں ہیں جن میں ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح جائز ہے۔ اب میں یہ
دیکھنا اور دکھانا چاہتا ہوں کہ آیا ایسی بھی صورتیں ہیں یا نہیں جن میں تعداد ازدواج
والا قانون بھی ہمارے لئے ناکافی ہو۔ اگر کوئی ایسی صورت ہے اور اُس کے لئے
قانون معاشرت میں کوئی دفعہ نہیں ہے تو وہ صورت نکاح کے شیرازہ کو پراگندہ
کردیگی۔ مثال لے کر یوں سمجھئے کہ ایک فوجی ملازم کو فوجی حکم یا ضرورتوں کی وجہ سے
کسی غیر ملک میں تین سال کے لئے رہنا ضروری ہے۔ دار الحرب کے مصالح اور
مواقع اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ لیتا جائے۔ قوت برداشت
کرنیکی نہیں رکھتا۔ اپنی پیاری اور فرمانبردار بی بی کو طلاق دینا نہ صرف غیر مناسب بلکہ گناہ
سمجھتا ہے۔ صورت یہ ہے کہ اگر وہ اپنے ملک میں رہتا تو اس کے لئے ایک نکاح بہت
کافی تھا اگر ایسا شخص آپ سے یہ سوال کرے کہ کیوں مولانا اب میرے واسطے
کیا حکم ہوتا ہے تو آپ اسے کیا جواب دینگے۔ اگر آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ گو اپنے
ملک میں رہ کر تمہارے لئے دوسرا نکاح بے ضرورت تھا۔ لیکن ضرورت مجبور کرتی ہے
کہ تم یہاں دوسرا نکاح کر لو تو میں نہایت ادب کے ساتھ عرض کرونگا کہ تین سال
کے بعد وہ غریب اس عورت کو کیا کرے گا اور کس کے گلے باندھیگا۔ کیونکہ مکان
پہونچکر اس کے لئے یہ عورت کو نہ صرف بے ضرورت بلکہ عذاب جان و عذاب خانہ ہو جائیگی

علاوہ اس کے غریب سپاہی کے محدود ذرائع کفالت کے متحمل نہ ہوسکینگے۔ اگر جناب کا یہ ارشاد ہوگا کہ تین برس کے بعد طلاق دیدو تو میں بہ ادب سے عرض کروں گا کہ ایسا نکاح جسمیں پہلے ہی سے یہ سوچ لیا جائے کہ کچھ دنوں بعد ہم طلاق دیدینگے تو خود آپ کے اصول کے بموجب وہ نکاح نکاح نہیں ہے کیونکہ نکاح کے لئے دائمی نیت لازمی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی پالکی اس مقام پر رکھدی گئی اور بجز اس کے کہ اب اسے کھیل کھیلنے کی اجازت دیدیں آپ کے اصول کے بموجب کوئی دوسرا چارہ باقی نہیں رہتا۔

ذرا خدا کے لئے غور کرو۔ سوچو اور سمجھو کہ قانون کا مقصد اخلاق کا درست کرنا ہے نہ کہ درست کئے ہوئے اخلاق کو خراب کر دینا۔ اور یہ بھی دیکھو کہ صرف فوج کی ہی ملازمت پر موقوف نہیں ہے۔ غور کرنے کے بعد تم بہت سی ایسی صورتیں پاؤگے جنمیں کوئی سمجھدار عقد ثانی کو جائز اور اپنے حق میں مفید نہ سمجھیگا۔ تم کو بہت سے ایسے لوگ ملینگے جو بسلسلہ تجارت یا ملازمت غیر ممالک میں یا ایسے مقامات پر رہا کرتے ہیں جو ان کے وطن سے بہت دور ہیں اور وہ برسوں گھر بار چھوڑ کر اس مقام پر رہنے کے لئے مجبور ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ملینگے جن کا مختلف مقامات پر قیام رہا کرتا ہے تو کیا تم ان کے لئے ہر ملک میں ایک ایک نکاح کرنا جائز قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم خود اپنے اصول کی بموجب ان میں سے ایک جگہ بھی عقد ثانی کرنا جائز نہ قرار دوگے غیر ملک کو چھوڑ دو۔ ہم تم کو ایسی مثالیں بھی دینگے جن میں یہ مصیبت گھر بیٹھے پیدا ہو جاتی ہے اور سمجھدار عقد ثانی نہیں کر سکتا۔ اگر تمہارا قانون اس کے واسطے کوئی دفعہ نہیں رکھتا تو وہ کھیل کھیلنے کا اور اخلاقی گناہ کا مرتکب ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی جو

بیمار ہے۔ عارضہ یا تو متعدی ہے۔ یا بیمار یا تعلق پیدا کرنے والے کے لئے تعلقات پیدا کرنا مضر ہے۔ حکما کا حکم ہے کہ ایک مدت تک کوئی تعلق نہ رکھو۔ چونکہ بیماری دوامی نہیں بلکہ عارضی ہے یہ غریب دوسرا نکاح بھی شرعاً بمصالح مندرجہ بالا نہیں کر سکتا اب اس کے اصول کے بموجب یہ غریب دوسرے کی بہو بیٹیوں پر نگاہ نہ ڈالے تو کیا کرے

یہی صورتیں ہیں اور ایسے ہی مواقع ہیں جن کو مدنظر رکھکر حضرت ختمی مرتبت نے عارضی نکاح یا دوسرے الفاظ میں "متعہ" کو جایز و نافذ فرمایا جس سے فریقین کو انکار نہیں ہے۔ قانون اسلام نے ان صورتوں کو لاتحل اور ان بیماریوں کو لاعلاج نہیں چھوڑا ہے اور سوسائٹی کو امن کے ساتھ قایم رکھنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا خاص خاص موقع پر خود بادی قوم نے متعہ کرنے کی اجازت فرمائی ہے جس سے اسلام کا کوئی فرقہ منکر نہیں ہے۔ حضرت عمر نے قانون متعہ کو ناجایز اور کالعدم کر دیا۔ ہم مباحثہ کی غرض سے مان لیتے ہیں کہ ان کے متبرک زمانہ میں متعہ کا بیجا استعمال کرنے کے باعث حرام کاریاں بڑھ گئی تھیں۔ تاہم کسی اچھے اور ضروری قانون کا بیجا مصرف ملزموں کو قابل سزا ٹھیراتا ہے نہ کہ وہ ضروری قانون مسدود و منسوخ کر دیا جاتا ہے جو جو صورتیں اور حالتیں ہم نے اوپر عرض کی ہیں ان کو رسول کے زمانہ سے کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ وہ ہر زمانہ میں موجود ہوتی ہیں اور جن سے خود حضرت خلیفہ ثانی صاحب کا بھی زمانہ۔ خالی نہیں رہ سکتا۔ لازم تھا اور ہے کہ متعہ اور نکاح ثانی کا بیجا مصرف سختی کے ساتھ روکا جائے۔ مگر سختی کے ساتھ روکنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو منسوخ اور کالعدم کر کے لوگ مطلق العنان بنا دئے جائیں اور حرام کاری کا بازار گرم کر دیا جائے جس کی خالد بن ولید اچھی مثال ہے۔ متعہ کے کلیتاً حرام

کردینے سے جو جو حرام کاریاں ابتک ہوچکیں یا جو آیندہ ہوتی رہینگی انکا ذمہ دار کون ہے

جسطرح عقد ثانی کرنے کے لیے خاص خاص صورتیں ہیں اسی طرح متعہ بھی بہت ہی خاص خاص صورتیں ہیں اسی طرح متعہ بھی بہت ہی خاص خاص حالتوں میں جائز ہے۔ اگر متعہ کرنا رنڈی بازی ہے تو عقد ثانی کرنا اس سے کم حرامکاری نہیں ہے اگر خاص صورتوں میں عقد ثانی جائز ہے تو خاص حالتوں میں متعہ بھی مباح ہے نکاح اور متعہ میں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر کہ نکاح دوامی ہوتا ہے اور متعہ عارضی۔ یعنی ایک محدود زمانہ کے لیے چونکہ وہ دوامی معاہدہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کو بذریعہ طلاق درمیان ہی میں فسخ کرنیکی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ دوامی معاہدہ کے لیے ضروری ہے ہر معاہدہ میعاد معینہ اس وقت خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے جبکہ مقررہ میعاد گذر جاتی ہے۔ زن منکوحہ ہو یا ممتوعہ دونوں کی اولاد ترکہ پانے کی مستحق ہوتی ہے۔ جسکی بابتہ دلیل کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن دوسرا فرق یہ ہے کہ زن ممتوعہ حق زوجیت یعنی ⅛ یا ¼ حصہ پانے کی مستحق نہیں۔ کیونکہ دوامی اور عارضی بی بی میں انصافاً کچھ فرق ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر زن ممتوعہ کو بھی وارث قرار دیں تو اسی ⅛ یا ¼ میں سے اس کو بھی دینا ہوگا اور اس کا اثر زن منکوحہ پر پڑے گا۔ زن ممتوعہ کی اولاد کا اثر زن منکوحہ کی ذات پر نہیں پڑتا کیونکہ وہ زن منکوحہ کے حصہ میں شریک و سہیم نہیں ہوتی

بس ہم نے اب نکاح اور اس کی متفرق شاخوں اور صورتوں کو دکھا دیا متعہ اور نکاح کے فرق کو بھی بتا دیا۔ اب ہمارا آخری سوال یہ ہے کہ اگر ان خاص صورتوں میں جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے آپ دوامی نکاح کی اجازت نہیں دیتے تو آپ کو مجبوراً کوئی ایسی صورت عقلاً نکالنی ہوگی جس میں وہ لوگ جو مصیبت میں

گرفتار ہیں حرامکاری سے بچکر شرعی حدبندیوں کے اندر آجائیں ہیں پچ عرض کرتا ہوں کہ آپ اس سے بہتر صورت نہیں نکال سکتے جو خود حضرت ختمی مرتبت نے آپ کے لئے نکال دی ہے۔ آپ ان سے زیادہ قابل اور سمجھدار نہیں ہیں اور نہ آپ کو اس کے منسوخ کرنیکا کوئی حق حاصل ہے۔

اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ وہاں دو چار موقعہ پر رسول اللہ نے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ مگر چونکہ وہ صورتیں حضرت خلیفہ ثانی صاحب کے وقت میں مفقود ہوگئیں اور لوگوں نے متعہ کا بیجا مصرف شروع کر دیا اسوجہ سے خلیفہ موصوف کا فرض تھا کہ وہ اسے سختی کے ساتھ منسوخ کر دیتے۔ میں نے پہلے بھی ادب کے ساتھ عرض کیا اور اب بھی کہتا ہوں کہ جو صورتیں کہ رسول اللہ کے وقت میں پیدا ہوئیں یا جو صورتیں میں نے عرض کیں ان کے واقع ہونے کے لئے کوئی خاص زمانہ معین نہیں ہے۔ ہر زمانہ میں ویسی ہی یا اس کی مثل صورتیں پیدا ہوتی رہی ہیں اور پیدا ہوتی رہینگی۔ ہم مان بھی لیں کہ حضرت خلیفہ ثانی صاحب کی خوش نصیبی سے ان کے زمانہ میں ان صورتوں میں سے کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی جن میں کہ رسول عربی نے متعہ کو جایز قرار دیا۔ یا وہ صورتیں جن کو میں نے عرض کیا۔ تاہم میں گذارش کرونگا کہ حضرت خلیفہ صاحب ممدوح کو کوئی حق حاصل نہ تھا نہ عقل اس کو قبول کرتی ہے کہ ہر زمانہ۔ ہر وقت اور ہر موقعہ کے لیے متعہ حرام فرمایا جاوے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت موصوف کے وقت میں لوگوں نے متعہ کا بیجا مصرف شروع کر دیا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے اس کو کلیتًا حرام کر دیا اس کا جواب بھی میں اوپر لکھ چکا ہوں اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ کسی جایز فعل کے بیجا مصرف نکالنے سے اس جایز اور ضروری فعل کو حرام مطلق قرار دینا کس عقلی منطق

یا فلسفیانہ دلیل پر مبنی ہے۔ جس طرح چار یا چار سے زیادہ نکاح کا بیجا مصرف چار نکاح والے قانون کو مسترد و منسوخ نہیں کرسکتا اسی طرح بے موقعہ متعہ کرنے سے متعہ والا قانون کالعدم قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ شیعہ متعہ کرتے وقت موقعہ اور بے موقعہ کو فراموش کر جاتے ہیں یا کوئی یہ اعتراض کرے کہ اہل اسلام عقد ثانی کرتے وقت نکاح کے اصول کو یاد رکھنا مناسب نہیں سمجھتے تو میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ یہ نکاح ثانی یا متعہ کے حرام ہونے کی دلیل ہوسکتی ہے یا نہیں کسی شخص کے فعل یا ترک فعل سے معقولات عقلی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اصول قانون اپنی جگہ پر قایم رہتے ہیں اور ان پر عمل نہ کرنے والا خود اپنے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان نکاح ثانی یا متعہ کا بیجا مصرف نکال کر شہوت پرستی کرتا ہے تو مذہب اسلام جس نے ہر حسن و قبح کو ظاہر کر دیا ہے ہرگز اس شخص کے بیجا مصرف فعال کا ذمہ دار نہیں ہے۔ میں اس مضمون کو اس امید کے ساتھ تمام کرتا ہوں کہ میرے وہ اسلامی بھائی جو اتنک متعہ کو حرام سمجھتے رہے ہیں اس مسئلہ پر تحقیقی نگاہ ڈالینگے۔ کسی مذہب کے کسی اصول پر ہنس دینا اور چیز ہے اور اس کو سمجھ بوجھ کر قابلانہ اعتراض کرنا اور کسی مذہب پر بیجا حملے کر کے ناقابلوں کے سامنے مولوی بن بیٹھنا اور شے ہے اور اخلاق کے قانون کو پیش نظر تحقیقات کی دردسری گوارا کرنا اور چیز ہے۔ والسلام

قابل توجہ

مفصل ذیل کتابیں مولفہ خان بہادر سید مظفر علیخاں صاحب گر اتبک آپ نے ملاحظہ نہیں فرمائیں تو اس فروگذاشت کی تلافی ضرور ہے ان کے ملاحظہ سے ایمان تازہ ہوگا۔ جلدی طلب کیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ کو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔

سلسلۃ الذہب حالات جناب زینب میں ذہ بےمثل کتاب جسکی تمام ہندوستان میں دھوم ہوگئی۔ کوئی مجلس عزا اسوقت تک مکمل نہیں لکھی جاسکتی جب تک امام حسینؑ کے ساتھ حضرت زینب کے حالات بھی نہ بیان کیئے جائیں بہت کم جلدیں باقی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ

گنج مقفل ترجمہ حدیث مفضل ایام رجعت اور ظہور حضرت حجۃ کے حالات حضرت امام جعفر صادق کی زبانی قیمت چار آنہ ۴ر

دافع الہموم ایک فارسی کمیاب رسالہ کا ترجمہ جسمیں وہ اعمال درج ہیں جو بزرگوں کے سینوں میں مخفی تھے اور پہلی مرتبہ طبع ہوئے ہیں قیمت چار آنہ

حصن حصین سورہ یسین کے خواص بالکل نئے ڈھنگ سے قیمت چار آنہ ۴ر

چراغ مجلس مبکی نوحوں کا مجموعہ قیمت پانچ آنہ ۵ر

محصول ڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہے۔

المشتہر مولوی سید محمد حسین پیشنماز جانسٹھ ضلع مظفر نگر

اصلیت متعہ